سلسلہ نمبر ۳۹ بار اوّل ۳۰۰۰

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً

(رواہ البخاری)

وعظ

السُّرُورُ بِظُهُورِ النُّورِ

مُلَقَّب بہ

اِرشَادُ العِبَادِ فِی عِیدِ المِیلَادِ

(میلادالنبی پر خوشی منانے کا صحیح طریقہ)

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

Ahnaf.com
Islamic Multimedia Library

عنوانات و حواشی

مولانا خلیل احمد تھانوی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دار العلوم الاسلامیہ

کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور ۱۸

فون پرانی انارکلی ۔ ۷۳۵۳۷۲۸

کامران بلاک ۔ ۵۴۳۸۰۶۰
۵۴۱۴۳۸۶

ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

ستمبر ۱۹۹۶ء

السرور بظهور النور[1]

ملقب به[2]

ارشاد العباد فی عیدالمیلاد

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ نحمدہٗ و نستعینه و نستغفرہٗ و نؤمن به و نتوکل علیه و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل له و من یضلله فلا ھادی له، و نشھد ان لا اله الا اللّٰہ وحدہ لاشریک له و نشھد ان سیدنا و مولانا محمداً عبدہٗ و رسوله صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و علی اٰله و اصحابه و بارک و سلم.

امابعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. قل بفضل اللّٰہ و برحمته فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون[3].

(اے محمد ﷺ آپ فرما دیجیے کہ صرف اللہ کے فضل و رحمت ہی کے ساتھ چاہیے کہ خوش ہوں اس لیے وہ بہتر ہے اس شئے سے کہ جس کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں)۔

تمہید

قبل اس کے کہ اس آیت کے متعلق میں کچھ بیان کروں اول بطور تمہید یہ معلوم کرلینا ضروری ہے کہ چند سال سے میرا معمول ہے کہ ماہ ربیع الاول کے شروع میں ایک وعظ اس ماہ میں افراط و تفریط[4] کرنے والوں کی اصلاح کے متعلق

---

(۱) حضور ﷺ کے نور کے ظاہر ہونے پر مسرت (۲) اس وعظ کا لقب ہے "ارشاد العباد فی عید میلاد" یعنی بندوں کے لئے عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ہدایت (۳) سورۂ یونس آیت ۵۸

(۴) کمی زیادتی کرنے والوں

کہا کرتا ہوں اور اس میں تبعاً و استطراداً[1] اور فوائد علمیہ و نکات و حقائق کا بیان بھی آجاتا ہے امسال[2] بھی ایسا ہی خیال تھا کہ ابتداء ربیع الاول میں ایسا وعظ ہو جائے لیکن وجہ التوا[3] یہ ہوئی کہ ہمارے مدرسہ کے متعلق ایک مکان طلبہ کے لئے بنا ہے خیال یہ ہوا کہ اس مکان میں اس کے افتتاح کے ساتھ یہ وعظ ہوتا کہ اس مکان میں برکت ہو لیکن اس کے افتتاح میں بعض امور[4] کا انتظار تھا اتفاق سے وہ جملہ امور دو شنبہ[5] کے روز ختم ہوئے چنانچہ اس روز ارادہ بیان کا ہوا لیکن بعض احباب کی رائے ہوئی کہ جمعہ کے روز جامع مسجد میں یہ بیان ہوتا کہ اور لوگ بھی منتفع[6] ہوں اس وجہ سے اس بیان میں دیر ہوئی اور عجیب اتفاق ہے کہ آج ۱۲ ربیع الاول ہی ہے اسی تاریخ میں لوگ افراط و تفریط کرتے ہیں اس تاریخ کا بالتخصیص[7] ارادہ نہیں کیا گیا اور نہ نعوذ باللہ اس تاریخ سے ضد ہے بلکہ الحمدللہ ہم اس میں برکت کے قائل ہیں مگر یہ اتفاقی بات ہے کہ اس بیان کا اس تاریخ سے اقتران[8] ہوگیا اور یہ حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ متبع سنت[9] کو اللہ تعالیٰ بلا قصد[10] وہ برکات عنایت فرما دیتے ہیں کہ جن کا متبع رسوم و بدعات ارتکاب[11] بدعات کے ساتھ قصد کرتے ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو شئے دائر بین السنت والبدعة (سنت اور بدعت کے درمیان) ہو تو اس سنت کو ترک کر دینا چاہیے پس یہ تاریخ اگرچہ با برکت ہے اور حضور ﷺ کا ذکر شریف اس میں باعث مزید برکت کا ہے لیکن چونکہ تخصیص اس کی اور اس میں ذکر کا التزام[12] کرنا

---

(۱) اس کے تحت میں ذیلی طور پر (۲) اس سال (۳) تاخیر کی وجہ
(۴) کاموں (۵) پیر (۶) فائدہ اٹھا سکیں (۷) خاص طور پر
(۸) کہ تاریخ پیدائش اور اس سے متعلق وعظ باہم متحد ہوئے (۹) سنت کی پیروی کرنے والا
(۱۰) بغیر ارادہ کے (۱۱) بدعتوں کے کرنے کے ساتھ اس کا ارادہ کرتے ہیں
(۱۲) اس بات کو لازمی سمجھنا کہ اسی تاریخ میں ضرور حضور ﷺ کا ذکر کیا جائے

چونکہ بدعت ہے اس لئے اس تاریخ کی تخصیص کو ترک کر دیں گے ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس تخصیص کے مفسدہ سے محفوظ رکھا اور اس تاریخ کی برکات سے بھی محروم نہیں رکھا اور عجیب بات ہے کہ اگر دو شنبہ کے روز بیان ہوتا تو ہم کو اس دن بھی یہی برکت حاصل ہوتی اس لئے کہ حضور ﷺ کی ولادت شریفہ اس یوم میں ہوئی ہے اور نیز بعض محققین اس طرف گئے ہیں کہ ولادت شریفہ ۸ ربیع الاول کو ہوئی ہے اور دو شنبہ کو آٹھویں ہی تاریخ تھی پس اس قول کے موافق ہم کو یوم البرکت[1] اور تاریخ البرکت[2] دونوں سے حصہ مل جاتا اور جمہور کے قول کے موافق ۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت شریفہ ہے اس لئے اب بھی اس تاریخ کی برکت سے محرومی نہ رہی بلکہ اب دو برکتیں حاصل ہو گئیں یوم کی بھی اور تاریخ کی بھی اس لئے کہ دو شنبہ کے روز نیت بیان کی تھی اور مومن کی نیت پر بھی ثواب کا وعدہ ہے یوم کی برکت یوں حاصل ہو گئی اور آج کہ ۱۲ تاریخ ہے اس کا وقوع ہو گیا تاریخ کی برکت اس طرح حاصل ہو گئی یہ برکت ہے اتباع سنت کی اور ہر چند کہ اس یوم میں افراط و تفریط کے متعلق بیان کرنا زائد معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ جو افراط و تفریط کرنا تھا آج ان لوگوں نے کر لیا ہوگا۔ پس اب اس بیان سے کیا فائدہ مگر یہ ایام چونکہ پھر بھی انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے ہیں اور نیز علاوہ ربیع الاول کے اور دنوں میں بھی لوگ ایسی مجالس منعقد کرتے ہیں اور اس میں حدود شرعیہ سے متجاوز[3] ہوتے ہیں اس لئے اس کے متعلق بیان کر دینا خالی از نفع نہیں یہ مضمون تو بطور تمہید کے تھا۔

حضور ﷺ کا وجود سب سے بڑی نعمت ہے

اب آیت شریفہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ جاننا چاہیے کہ اس میں کسی

(۱) برکت والا دن (۲) برکت والی تاریخ (۳) شرعی حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں

مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کی ہر نعمت قابل شکر ہے خاص کر جو بڑی نعمت ہو پھر خصوصاً دینی نعمت اور دینی نعمتوں میں سے خاص کر جو بڑی نعمت ہو پھر ان میں بھی خصوص وہ نعمت جو اصل ہے تمام دینی و دنیوی نعمتوں کی اور وہ نعمت کیا ہے حضور سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کہ حضور ﷺ سے دینی نعمتوں کے تو فیوض دنیا میں فائض[1] ہوئے ہی ہیں دنیوی نعمتوں کے سر چشمہ بھی آپ ﷺ ہی ہیں اور صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام عالم کے لئے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین"[2] یعنی نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد ﷺ مگر جہانوں کی رحمت کے واسطے۔ دیکھئے عالمین میں کوئی تخصیص انسان یا غیر انسان یا مسلمان و غیر مسلمان کی نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا وجود باجود ہر شئے کے لیے باعث رحمت ہے خواہ وہ جنس بشر[3] سے ہو یا غیر جنس بشر سے اور خواہ حضور ﷺ سے زماناً متاخر ہو یا متقدم[4] متاخرین[5] کے لئے رحمت ہونا تو بعید نہیں لیکن پہلوں پر رحمت ہونے کے لیے بھی حضور ﷺ کا ایک وجود سب سے پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود نور کا ہے کہ حضور ﷺ اپنے وجود نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں اور عالم ارواح میں اس نور کی تکمیل و تربیت ہوتی رہی آخر زمانہ میں اس امت کی خوش قسمتی سے اس نور نے جسد عنصری[6] میں جلوہ گر و تاباں ہو کر تمام عالم کو منور فرمایا۔ پس حضور ﷺ اولاً و آخراً[7] تمام عالم کے لئے باعث رحمت ہیں۔ پس جب حضور ﷺ کا وجود تمام نعمتوں کی اصل ہونا عقلاً و نقلاً[8] ثابت ہوا تو ایسا

---

(۱) عام (۲) سورۃ الانبیاء: آیت ۱۰۷ (۳) انسانوں کی جنس سے (۴) حضور ﷺ سے پہلے زمانے میں گذرے ہوں یا بعد میں آئیں (۵) بعد والوں (۶) جسم انسانی میں جلوہ افروز ہو کر (۷) ابتدائی و انتہائی طور پر (۸) عقلی طور پر بھی اور کتاب و سنت سے بھی

کون مسلمان ہوگا کہ جو حضور ﷺ کے وجود باجود پر خوش نہ ہو یا شکر نہ کرے۔ پس ہم پر خالص تہمت اور محض افتراء[1] اور نرا بہتان ہے کہ توبہ توبہ نعوذ باللہ کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ذکر شریف یا اس پر خوش ہونے سے روکتے ہیں، حاشا و کلا[2] حضور ﷺ کا ذکر تو ہمارا جزو ایمان ہے۔

میلاد مروجہ سے روکنے کی وجہ

ہاں جو شئے خلاف ان قوانین کے ہوگی جن کی پابندی کا ہم کو خود حضور ﷺ نے حکم فرمایا ہے اس سے البتہ ہم روکیں گے اگرچہ فی نفسہ[3] وہ شئے مستحسن ہو اور شریعت میں اس کے نظائر بکثرت موجود ہیں دیکھو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عین دوپہر[4] کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ قبلہ سے منہ پھیر کر نماز پڑھنا ممنوع ہے اور یہ بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ یوم النحر[5] اور یوم الفطر[6] میں روزہ رکھنا حرام ہے اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ ایام تشریق[7] میں افطار ضروری ہے اور یہ بھی تمام امت کا مسلّمہ مسئلہ[8] ہے کہ ماہ محرم میں حج نہیں ہوسکتا اور نیز محل حج مکہ مکرمہ ہی ہے بمبئی میں حج ممکن نہیں دیکھئے نماز، روزہ، حج فرض ہیں لیکن خلاف قاعدہ و قانون شریعت چونکہ کئے گئے اس لئے وہ بھی منہی عنہا[9] ہوگئے اور ان کے ممنوع ہونے کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں پس اگر کوئی ایسے نماز، روزہ، حج کو منع کرے تو اس کو کوئی عاقل یوں نہ کہے گا اور یہ تہمت اس پر نہ لگائے گا کہ یہ شخص نماز، روزہ، حج سے روکتا ہے اگر نماز، روزہ سے روکتا تو خود ہی ان پر کیوں عامل ہوتا۔ اسی طرح مسئلہ

---

(۱) خالص جھوٹ (۲) ہرگز نہیں بلکہ (۳) اگرچہ اپنی ذات کے اعتبار سے وہ چیز اچھی ہی کیوں نہ ہو (۴) زوال کے وقت (۵) بقر عید کے دن (۶) عید کے دن (۷) ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ (۸) مانا ہوا مسئلہ ہے (۹) نماز، روزہ، فطرہ سے بھی روک دیا گیا

متنازعہ فیہا[۱]" کے اندر سمجھو کہ ہمارے حضرت کی نسبت یہ کہنا کہ یہ لوگ حضور ﷺ کی ولادت شریفہ کے ذکر یا اس پر خوش ہونے کو منع کرتے ہیں یہ نری تہمت اور افتراء ہے۔ "سبحانک هذا بهتان عظیم"[۲] (پاک ہے تو یہ بہتان عظیم ہے) حاشاللہ ہم ہرگز منع نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہر شئے کا ایک طریق ہوتا ہے جب وہ شئے اس طریق سے کی جاوے تو وہ پسندیدہ ہے ورنہ ناپسند اور قابل منع کرنے کے ہے۔ دیکھئے تجارت ہے اس کے لئے گورنمنٹ نے خاص قوانین مقرر کردئے ہیں اگر کوئی شخص ان قوانین کے خلاف تجارت کرے گا تو وہ ضرور قوانین کی خلاف ورزی میں ماخوذ[۳] ہوگا۔ چھرہ، بارود کی تجارت وہی کرسکتا ہے جس نے لائسنس حاصل کرلیا ہو۔ اسی طرح شریعت میں بھی ہر شئے کا قاعدہ اور قانون ہے جب اس کے خلاف کیا جاوے گا تو وہ ناپسند اور منہی عنہ[۴] ہوجائے گی۔ پس حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر مبارک عبادت ہے لیکن دیکھنا چاہئے کہ قانون دان حضرات یعنی خود حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم جن کے اقتداء[۵] کا ہم کو حکم ہے انہوں نے اس عبادت کو کس طرز اور طریق سے کیا ہے۔ اگر آپ لوگ اسی طریق سے کریں تو سبحان اللہ کون اس سے روکتا ہے اور اگر اس طریق سے نہ کیا جائے تو بیشک وشبہ وہ قابل روکنے کے ہے۔ اب فرمایئے کہ کیا ہم لوگ ذکر رسول ﷺ سے روکنے والے ہیں۔ اس کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی چھرہ، بارود کی تجارت کو لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے منع کرے اور اس کو یہ کہا جاوے کہ یہ تو تجارت کو منع کرتے ہیں پس نفس فرح وسرور علی ذکر رسول ﷺ (ذکر رسول ﷺ پر خوشی) کو کوئی منع نہیں کرتا کہ وہ تو عبادت ہے، ہاں جب

---

(۱) جس مسئلہ میں جھگڑا ہے یعنی بارہ ربیع الاول کو خوشی منانا (۲) سورۃ النور، آیت ۱۶
(۳) پکڑا جائے گا (۴) منع کی ہوئی (۵) پیروی کرنے کو

اس کے ساتھ اقتران منہی عنہ[1] کا ہوگا تو وہ بے شک قابل ممانعت ہے۔

خوشی کی اقسام

فرح اور سرور[2] ہی کو دیکھ لیجئے کہ اس کی نسبت قرآن مجید میں ایک مقام پر تو ہے "لاتفرح" (خوش مت ہو) اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے "فلیفرحوا" (پس چاہیے کہ خوش ہوں) جیسا اس آیت میں ہے معلوم ہوا کہ بعض فرح کے افراد ماذون فیہ[3] ہیں اور بعض منہی عنہا، اور ظاہر ہے کہ اعمال اخرویہ[4] میں ہمارے لئے معیار شریعت ہے پس شریعت کے قواعد سے جو فرحت جائز ہے اس کی تو اجازت ہے اور جو ناجائز ہے وہ ممنوع ہے چنانچہ جس جگہ "لاتفرح (مت خوش ہو)" ہے وہاں دنیوی فرحت مراد ہے مگر وہی فرحت جو حدود سے تجاوز ہو ورنہ نفس فرح[5] نعمت دنیویہ پر بھی لوازم شکر سے ہے۔ اور جہاں امر کا صیغہ ہے وہاں نعمت دینی پر فرحت مقصود ہے لیکن وہی فرح جس میں قواعد شریعت سے تجاوز نہ ہو مثلاً اگر کوئی نماز پر کہ وہ نعمت دینی ہے خوش ہو اور خوشی میں آکر یہ کرے کہ بجائے چار رکعت کے پانچ رکعت پڑھنے لگے تو بجائے اس کے کہ ثواب ہو الٹا گناہ ہوگا، اس لئے کہ اس نے شریعت کے قواعد سے تجاوز کیا، خود ذکر رسول ﷺ کہ جس میں اختلاف ہے اسی کو لے لیجئے کہ مسئلہ متفق علیہا[6] ہے کہ جو شخص چار رکعت والی نماز میں قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد "اللھم صل علی محمد" پڑھ دے تو نماز ناقص ہوگی حتی کہ سجدہ سہو سے وہ نقصان منجبر[7] ہوگا اگر سہواً ایسا کیا دیکھئے درود شریف کہ جس کی نسبت ارشاد ہے "من صلی علی

---

(۱) کوئی ایسی چیز مل جانے کی جس سے روکا گیا ہے تو بے شک اس سے منع کیا جائے گا

(۲) خوشی اور مسرت (۳) خوشی کی بعض قسم ایسی ہے جس کی اجازت ہے اور بعض ایسی ہے جس کی اجازت نہیں (۴) ایسے اعمال جو آخرت میں کام آئیں (۵) مطلق خوش ہونا

(۶) یہ مسئلہ سب کے نزدیک تسلیم شدہ ہے (۷) پورا ہوگا